رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۱۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس کنبہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفت وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پرائیٹر مرتضیٰ قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۵ - اگست سنہ ۱۹۱۸ | نمبر ۳۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق ڈلہوزی کے آمدہ خطوط سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضور یہ اخبار شایع ہونے کے بعد ہفتہ شام کو واپس دارالامان قادیان میں تشریف لے آئینگے ۔

(۲) گرمی کی شدت بدستور ہے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے غلہ گراں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے۔

(۳) انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ کے انتظام سے جنگی فنڈ کے لئے ایک جلسہ ہوا۔ جسمیں تجویز کیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے دو ہزار روپے کے سرٹیفکیٹ کم از کم ضرور خرید لئے جائیں

(۴) ۲۲ اگست کا فاروق ۲۹ اگست کیساتھ اکٹھا نکلیگا

ہندو مشنری سوسائیٹی کے سالانہ میٹنگ میں ہماری تبلیغ

بمبئی میں ایک سال سے ایک سوسائٹی مذکورہ بالا نام سے قائم ہے۔ جسکے ممبر زیادہ تر تعلیم یافتہ سناتن دھرمی ہندو ہیں۔ یہ سوسائٹی غیر قوموں کو ایک قوم یعنی ہندو قوم بناتی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہر قوم کا آدمی ہندو قوم بن سکتا ہے۔ اگر اس کو سیاسی سوسائٹی سے الگ سمجھا جاوے۔ تو حقیقت میں یہ تھوصوفیکل سوسائٹی کے ہمرنگ بلکہ اسی کا دوسرا نام ہے یا اس کی شاخ ہے کتابیں بھی وہی ہیں۔ جو تھوصوفی کی کتابیں ہیں۔ اسکے لیڈنگ ممبروں میں مسز اینی بسنٹ اور مسٹر ٹاک کا تذکرہ آتا ہے۔ ایک زنانہ اسکول بھی ہے۔ جسمیں عورتیں تعلیم پاکر اعلےٰ ڈگری حاصل کرتی ہیں۔ ہندو مشنری سوسائٹی کا ایک ماہوار اخبار انگریزی اور مرہٹی میں شایع ہوتا ہے۔ اور ایک ہفتہ وار اخبار الگ ہے۔ سنا گیا ہے کہ ایک یورپین عورت کو ہندو بنایا ہے۔ اور ایک مسلمان کو بھی (گو وہ پہلے ہندو تھا۔ پھر مسلمان ہوا پھر عیسائی آخر کہ ہندو)

اس سوسائٹی کا سالانہ جلسہ کل بدھ کے روز تھا۔ میں اپنے ساتھ اپنے سلسلہ کے گجراتی اشتہارات وغیرہ لیکر ان کی میٹنگ میں گیا۔ ہمارے ساتھ ہمارے ایک مہربان پادری صاحب بھی تھے (جو کہ ہمیشہ اس قسم کے جلسوں اور کمیٹیوں کی خبر دیا کرتے ہیں) سوسائٹی مذکور کے منتظم نے اچھی جگہ پر ہم کو بٹھایا۔ جلسہ کا انتظام بہت اعلیٰ پیمانہ پر نہیں تھا۔ لیکن جو کچھ تھا۔ سب سادہ اور اچھے طریقہ پر تھا۔ ایک طرف عورتیں تھیں۔ اور ایک طرف مردوں کی نشست تھی۔ مردوں کی زیادہ نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا ہرگز پہنچے ہوا

تھی۔ لیکن جسقدر ہوتا نبی لوگ تھے۔ وہ معزز اور تعلیم یافتہ لوگ تھے ٭

ایک شخص تقریر کر رہا تھا۔ اسکی تقریر کے اس حصہ کا خلاصہ جس سے مجھ کو دلچسپی تھی یہ تھا کہ :- آخر میں سناتن دھرم ہی تمام دنیا کا مذہب ہو گا۔ اور سب مذہب ایک ہو جائینگے۔ اور وہ زمانہ قریب ہے۔ ہم لوگوں کو اس کی تیاری کرنی چاہیئے۔ کیونکہ زمانہ کلنکی اوتار بھی آنے ہی والا ہے۔ تمام علامات پورے ہو چکے ہیں اور اسٹرونومی کے حساب اور گرہن وغیرہ سے بھی بہت کچھ بتایا ٭

تقریر کے خاتمہ پر اس موعود کی جسکے لئے یہ لوگ تیاری کر رہے ہیں اور منتظر ہیں۔ اور جسکو کہ ہمنے بفضلہ تعالےٰ پالیا ہے۔ ان کو بھی خبر نہ دیتا۔ تو انسانی ہمدردی کے خلاف تھا۔ اسلئے میں نے کہا کہ یہ زمانہ آخری زمانہ کے اوتار کے آنے کا ہے۔ اگر ایسے زمانہ میں جبکہ تمام قسم کے گناہوں سے لدگئی ہے۔ کوئی اوتار نہیں آئے۔ تو خیال گذرے گا۔ کہ کسی زمانہ میں بھی کوئی اوتار نہیں آیا ہو گا۔ مگر ایسا نہیں ہر میشر اپنے وعدہ کا سچا ہے۔ اور ہر زمانہ اور ہر مکان کا رب ہے۔ اسلئے ٹھیک وقت پر آخری زمانہ کے اوتار کو جس کو کہ آپ کی زبان میں کرشن اوتار یا کلنکی اوتار کہتے ہیں۔ اور عیسائیوں کی اصطلاح میں یسوع مسیح کی دوبارہ آمد اور مسلمانوں کی کتابوں میں مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان کہتے ہیں بھیجدیا ہمارے عیسائی ساتھی نے بات کاٹنے کے لئے یہ کہدیا۔ کہ جب آئیگا۔ تو ہم لوگ دیکھ لینگے۔ میں نے کہا کہ وہ عورتیں جن کے چراغ کا تیل ختم ہو گیا ہے اور جو کہ سو گئی ہیں۔ وہ اس دولھا کی برات کو کیونکر دیکھ سکتی ہیں۔ یا وہ جن کی آنکھیں کمزور ہیں۔ اس برق وش پر کس طرح نگاہ ڈال سکتے ہیں۔ یہ کی سنکر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔ اور ان لوگوں نے پوچھنا شروع کیا وہ کون ہے اور کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ اس موعود اوتار کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام۔ اور وہ پنجاب کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ اس وقت اس کا دوسرا خلیفہ جو کہ اس کی یادگار ہے۔ جانشین ہے۔ اس کے بعد پھر میں نے گجراتی زبان کے اشتہارات جو کہ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ جس کو سیٹھ الہ دین صاحب اور بابو محمد عثمان صاحب نے طبع کرایا ہے۔ ان کے لیڈروں کے ہاتھ میں دیا۔ اور ان لوگوں نے بہت شوق سے لیا۔ اور میرے قیام گاہ کا پتہ دریافت کیا۔ پھر وہاں سے واپس آیا۔ اور خوش تھا کہ پیاسوں کو میں نے چشمہ بتا دیا۔ اب پینا نہ پینا ان کے اختیار میں ہے ٭

ادنیٰ خادم

خلیل احمد از بمبئی - ۲۵ جولائی ۱۹۱۸ء

احمدیوں کے لئے ایک اچھا موقعہ

نکوبار میں کسی ایسے احمدی حکیم کی ضرورت ہے۔ جو بخار وغیرہ معمولی ادویات کے استعمال سے واقف ہو۔ وہاں ہسپتال اور دوائی وغیرہ کا کچھ انتظام نہیں ہے۔ اسلئے میں احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ کوئی صاحب اگر نکوبار کا عزم کرے تو اسے وہاں بہت فائدہ کی گنجایش ہو گی۔ اور دینی فائدہ لوگوں کو اس سے پہنچیگا۔ دو صد کے قریب دکانیں نکوبار میں ہیں۔ اگر کوئی شخص وہاں رہے تو اسے پچاس روپیہ ماہوار مل سکتا ہے۔ بلکہ عقلمند اس سے بھی زیادہ کما سکتا ہے۔ اور دودھ مفت مل جاتا ہے گھاس عام ہے۔ ملیریا کا بخار اکثر ہوتا ہے مگر ایسا نہیں کہ خطرناک ہو۔ سردی گرمی محسوس نہیں ہوتی۔ کیلا ناریل عام ہے۔ کرایہ پورٹ بلیر تک بمع ریل ۳۵ صد ۵ روپیہ ہے مگر کلکتہ آنے سے پیشتر بذریعہ خط یا تار مجھے پرمٹ (Permit) اور تاریخ روانگی جہاز کا پتہ اور انتظام کرالیا جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر یہ چند سطور بذریعہ اخبار شایع ہو جاویں تو نکوبار والوں اور آنیوالے صاحب کو فائدہ ہو گا۔ عبدالرحمن ہاؤس پورٹ بلیر

ابتداءِ عشق

اس نظم میں بعض واقعات پیش آمدہ کی طرف اشارہ ہے خصوصاً ان خطوں کے مضامین کی طرف جو بعض دوستوں نے میرے احمدی ہونے پر جوش میں آکر مجھے لکھے جنکے جواب میں میں نے یہی لکھا کہ ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ٭ جوابِ تلخ مے زیبد لبِ لعلِ شکر خارا

اب یہ نظم حسب حال تیار ہو گئی جسے فاروق میں شائع کیا جاتا ہے تاکہ اس واقعہ کی یادگار رہے ٭ (سید مخفوظ الحق بدایونی)

دم بھر میں آج ہو گئی کامل شفا مجھے
فیضِ مسیحِ پاک نے زندہ کیا مجھے

جو چشمۂ حیات سے دُور و نفور ہیں
وہ مُردہ دل ہیں اُن سے بچا ایخدا مجھے

مَیں زندہ دل ہُوا تو اُنہیں آگئی فضا
بس مارے ڈالتی ہے یہ انکی ادا مجھے

مَیں احمدی ہُوا تو وہ بیزار ہو گیا
اَب کیا بتاؤں جوش میں کیا کیا کہا مجھے

جھلّا کے اُسنے کافر و دجّال کہدیا
جھنجھلا کے اُسنے مرتد و شیطاں لکھا مجھے

ناراض ہو کے لکھدیا "اب خط نہ بھیجئے"
"تم قادیانیوں سے ہے کیا واسطہ مجھے"

مینے کہا آپ تو ناراض ہو گئے
اچھا کیا جو آپنے لکھا بُرا مجھے

لکھیں جو آپ چاہیں مرا کچھ حرج نہیں
اس راہِ حق سے کوئی ہٹائیگا کیا مجھے

مَیں احمدی ہوں روئے محمدؐ پہ مُبتلا
پیاری ہے جان و دل سے رہِ مصطفےٰ مجھے

مُنہ بھر کے گالی دیجئے جی بھر کے کوسئے
ان تلخیوں میں بھی تو ملیگا مزا مجھے

شکر خدا خلیفۂ مہدی کے ساتھ ہوں
لایا ہے قادیان میں فضلِ خدا مجھے

اُٹھ اُٹھ کے شوق دل نے بٹھایا مجھے یہاں
یعنے درِ مسیح پہ پہنچا دیا مجھے

علمی - خدا کا شکر میں کیونکر ادا کروں
بخشی ہے جس نے نعمتِ بے انتہا مجھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۵ - اگست ۱۹۱۸ء

مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے عقیدہ میں تبدیلی

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے ستمبر ۱۹۱۵ء میں ایک رسالہ تبدیلی عقائد کے نام سے لکھا۔ جسمیں مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں سے ثابت کیا کہ وہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ حیات میں آپ کی نبوت پر ایمان رکھتے تھے۔ اور پھر نہاں در نہاں مصالح و اغراض کے ماتحت خلافت ثانیہ کے قیام پر کھلا کھلا ارتداد اختیار کر لیا ✣

اس رسالہ کا جواب مولوی محمد علی صاحب سے اب تک نہیں ہو سکا۔ البتہ ایک دوبارہ کوشش کی ہے کہ مجھ سے یہ الزام ٹل جائے۔ چنانچہ ایک بار "تبدیلی عقائد کا الزام کس ذریق پر عائد ہوتا ہے" لکھا اس میں جو گند خدا کی پاک جماعت پر پھینکا ہے ملاحظہ ہو۔ پھر ایک اور ٹریکٹ خفیہ خفیہ بانٹا گیا ہے "میری تحریروں میں لفظ نبی کا استعمال اس میں بھی اپنی سابقہ تحریروں کے متعلق کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف چند الزامات دئے ہیں۔ اسپر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک مضمون لکھنا چاہا ہے۔ جس کا ابتدائی حصہ ذیل میں دیا جاتا ہے :-

(ایڈیٹر)

مولوی محمد علی صاحب نے جو گالیاں اس چھوٹے سے ٹریکٹ میں ہمیں دی ہیں۔ انہیں ۔۔۔ کسی قدر بطور نمونہ درج ذیل ہیں :-

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اور آپکی جماعت احمدیہ کو

"میاں صاحب اور ان کے مریدین نے .. .. .. آثم اور اظلم بننے کو آسان سمجھا۔ مگر شہادت حقہ کی ادائگی کو موت سے بدتر سمجھکر اسکے ادا کرنے سے انکار کیا (ص۲) "ان سیاہ باطن ظالموں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ ہمارا یہ طریق ان لوگوں کے نقش قدم پر تو نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کو کافر کافر پکارتے جاتے تھے" تم میں یہ گروہ انہی کا جانشین پیدا تو نہیں ہو گیا۔ جن کو تم کل شر من فی الارض کہتے تھے ان کو ربا طنوں کو .. .. .. بلا کر پوچھو۔ کہ ایک شخص کے علانیہ اقرار کے ہوتے ہوئے تمہارا ایسی جرأت کرنا تمہیں خدا کی لعنت کا مورد بنائیگا یا نہیں" (صفحہ ۳) "اگر پیر سچا ہے۔ تو یہ گروہ دنیا کو دھوکہ دینے والا قرار پاتا ہے۔ اور اگر اس گروہ کا مذہب وہی تھا۔ جو دین الحق میں لکھا گیا ہے۔ تو پیر باطل کا حامی ہے" (ص۷)

"پیر کے نزدیک مرید کافر اور مریدوں کے نزدیک پیر کافر۔ کاش کوئی حصہ مریدین کا میاں صاحب کے ساتھ ایسا بھی ہوتا۔ جو ان کے مقابلہ پر اس طرح کھڑا نہ ہوتا" (ص۱۸) "یہ ساری باتیں نادان دوست کے مونھ سے نکلتی ہیں اور ان نادان دوستوں نے آج مولوی عبدالجبار غزنوی کے الفاظ کو پورا کر دیا" (ص۹) "آج تم نے نادان دوست بنکر ایک دشمن کے ظن کو جو باطل تھا۔ سچ ٹھہرایا افسوس تم پر کہ تم نے دوست بنکر دشمن سے بدتر کام کیا" (ص۱۱) "آج نادان دوست ان دشمنوں سے آگے قدم اٹھا کر ان تشریحات کو قبول نہ کر کے وہی الزام حضرت مسیح موعود پر دیتے ہیں (ص۱۱) "آج ان باتوں سے انکار کرنا ان کی سیاہ روئی کا موجب ہی نہیں۔ بلکہ قریب ہے کہ اس انکار پر اصرار کر کے انکے دل سیاہ ہو جائیں۔ اور وہ خدا کی لعنت کے نیچے آجائیں۔ اور کفر تم بعد ایمانکم کا مصداق ثابت ہوں" (ص۱۵) "قادیان کی خاطر حق کو چھوڑا" "مقبرہ بہشتی میں جانے کے لئے دوزخ کو مول لیا" "بیکار بیٹھکر لنگر کی روٹیاں کھائیں" "مسیح کے بیٹے کی پوجا کی" (ص۱۸) "ادھر پیر کا اعلان ہوا۔ ادھر جزء کل بن گیا۔ یہ وہ معجزہ ہے۔ جو آج تک کسی نبی نے نہیں دکھایا۔ گو بعض پیروں کی نسبت مشہور ہے کہ وہ چیزوں کی خاصیت کو بدل دیتے ہیں۔ اور شراب کا پیالہ ان کے ہونٹوں سے لگتے ہی دودھ بن جاتا ہے" (ص۱۹) "آپ اب پکے منافق ہی نہیں بلکہ ساتھ ہی لوگوں کو خطرناک دھوکہ دینے کے الزام کے نیچے آتے ہو (ص۱۹) ویلکم الویل مما تصفون۔ (ص۲۰)

جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو

امید ہے۔ مولانا ایک تین لڑی کی قسم سے اپنے پیر بھائیوں کو یقین کرا دینگے۔ کہ انہوں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا۔ .. .. .. اس مولویانہ ٹھیلی میں سے جو فتویٰ چاہو۔ موکد بحلف نکال لو .. .. .. کونسی بات ہے۔ جو عند الضرورت یہاں سے نکل نہ آئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ایمان نہایت مضبوط ہے۔ یہی دین اسلام کے رکن ہیں کہ جیسے کسی وقت ان کو ضرورت پڑتی ہے ویسے ہی ان کا مذہب بھی بدلتا رہتا ہے۔ اس رکابی مذہب کا نقشہ اس مثل میں خوب کھینچا گیا ہے۔ کہ ایک دن ایک نواب صاحب بینگن کی بڑی تعریف کر رہے تھے مصاحب نے یہ دیکھ کر اس کی تعریف میں پُل باندھ دئے اس تعریف پر عاشق ہو کر نواب صاحب زیادہ بینگن کھا بیٹھے تو تکلیف ہوئی۔ اگلے دن آپ نے بینگن کی مذمت شروع کی تو وہی صاحب فرمانے لگے کہ بینگن جیسی بری چیز ہی کوئی دنیا میں نہیں۔ کسی شخص نے الگ ہو کر پوچھا کہ میاں یہ کیا بات ہے۔ کل تم بینگن کی اسقدر تعریف کر رہے تھے آج نواب صاحب نے مذمت شروع کی۔ تو آپ نے بھی مذمت کرنی شروع کر دی ہے۔ جواب میں فرمایا۔ کہ ہم تو نواب صاحب کے ملازم ہیں۔ بینگن کے ملازم تھوڑا ہی ہیں۔ سو ہمارے مولوی صاحب تو اس کی شہادت دینگے۔ جسکے وہ ملازم ہیں۔ ایسی حالت میں کسی کو مُرتد یا منافق ٹھہرا دینا تو اُن کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہونا چاہیئے۔ اور ہے بھی" (ص۱۷)

جناب مفتی محمد صادق صاحب کو

خدا جانے اخبار بدر میں کیا کچھ ان کے زمانے میں نکلتا رہا۔ اب اس کو کون دیکھتا پھرے۔ غرض تو صرف اس ڈراما میں ایک پارٹ پلے کرنا ہے۔ جیسی ضرورت دیکھی کر دیا۔ ایک آپ کا وہ نظارہ کسی شخص کے سامنے ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب لاہور میں آپ فرضی خلافت کی تائید میں پارٹ پلے کر رہے تھے۔ اور ایک عجیب سماں بندھا ہوا تھا۔ کہ ہر چند منٹ کے بعد ایک ہاتھ منکران خلافت کے فرضی قیام گاہ کی طرف اُٹھتا تھا۔"

"کسی وقت یہ مولٰنا ایک اور پارٹ پلے کیا کرتے تھے۔" یہ نتیجہ بھی خلق خدا کے سامنے شاید مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے پیش کیا ہے۔" (ص۱۸) مفتی صاحب آج جو چاہیں۔ حلف اُٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں یا اس زہر کے پیالے کو حیلوں حوالوں سے ٹالتے رہیں۔ انکے ہاتھ بدر میں کٹ چکے ہیں (ص۲۰)

جناب میر قاسم علی صاحب کو

"جس نے اب فحش گوئی دریدہ دہنی اور بے حیائی میں ادل نمبر حاصل کیا ہے۔" (ص۶)

مولف رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلی عقائد" کو۔

"کیا میں آپ کو حضرت عیسیٰ ؑ کے الفاظ میں مخاطب کروں یا ان الفاظ میں جن میں حضرت مسیح موعود نے فرقہ مولویاں کو مخاطب کیا ہے۔" (ص۶) "حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکا میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور تلبیس سے کام لیتا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اسکی اغراض کے منافی ہے۔" (ص۸)

"لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور حق و باطل میں تلبیس کرنے کے لئے تو تمہارے کام آسکتا ہے۔" (ص۱۱) آپ اپنے آپ کو یا دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔" "مگر باوجود اس صراحت کے تلبیس سے کام لیتے چلے جاؤ گے۔ تو بے شک کچھ لوگ تمہارے دام میں پھنسے رہینگے۔ جو حق و باطل میں تمیز کرنا نہیں جانتے یا جانتے ہیں تو کرنا نہیں چاہتے یا چاہتے ہیں۔ مگر بیعت کے رسن میں اپنے آپ کو جکڑا ہوا پاتے ہیں۔ مگر خدا کے نزدیک اس تلبیس کے تم ذمہ دار قرار دئے جاؤ گے۔" (ص۱۳)

یہ ہے جناب مولوی محمد علی صاحب کا سب سے بڑھ کر وزنی جواب۔ جو انہوں نے ہمارے پیش کردہ حوالوں کے مقابلہ میں ہمیں سنایا ہے۔ جسکے جواب میں ہم بجز اس کے کچھ نہیں کہتے کہ اللہ تعالےٰ انھیں درست کرے۔ ایسے لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اے عجب از سیرتت اے پُر غضب
از حقیقت بے خبر دُور از ادب
نیستی گر گ بیابانے نہ مار
ترک کن ایں خُو از حق شرم دار
از سر تقویٰ ہمے باید جدال
تا کجا دشنامہا اے بد خصال
دل شود از بد زبانیہا سیہ
بد زباناں را در آنجا نیست رہ

یہ تو ہیں وہ دلائل جن سے کام لے کر مولوی محمد علی صاحب ہمارے مقابلہ میں جیتنا چاہتے ہیں۔ اب آپ غور فرمائیے کہ امیر پیغام اپنی سابقہ تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ صرف نبی اور رسول مان چکے ہیں۔ بلکہ قرآن کریم۔ حدیث اور دیگر مذاہب کی الہامی کتب کی پیشگوئیوں سے اس بارہ میں بہت سے ثبوت بھی پیش کر چکے اور آپ کو اس اُمت کے محدثین کے زمرہ سے خارج اور زمرۂ انبیاء کرام علیہم السلام میں داخل تسلیم کر چکے ہیں۔ جن معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دیگر گذشتہ انبیاءؑ نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ ریویو اردو جلد ۵ کے ص۴۳۱ پر خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر عصر جدید کو مخاطب کر کے حضرت اقدس کو سلسلہ نبوت میں سے ایک نبی ثابت کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ "نصرت اور تائید اس طرح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے۔ جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی"۔ جس پر خواجہ غلام الثقلین نے یہ اعتراض کیا کہ "شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے۔ کہ وہ سب کو گمراہ کر دیگا .. .. .. شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا .. .. .. بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون انکے بچوں کو قتل کر دیتی تھی .. .. .. مسیح مصلوب ہوئے۔ اور یہود نے فتح حاصل کی۔ .. .. .. خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔"

خواجہ غلام الثقلین کے اس اعتراض کا مولوی محمد علی صاحب نے یہ جواب دیا کہ :-

"بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے "مدعی نبوت" میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتا دیں۔ کہ ان پیش کردہ اُمور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے۔ بحث میں تداخل سے کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو امر بحث کے لئے پیش ہے۔ آپ اسکے خلاف یا تائید میں جو دلائل چاہیں۔ پیش کریں۔" (جلد ۵ ص۴۳۲)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے نہایت توضیح کے ساتھ اس بات کا اقرار کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود مدعی نبوت ہیں۔ اور آپ اس زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں جسمیں خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے کوئی بھی داخل نہیں اور آپ انبیاء و رسل کے اسی گروہ میں شامل ہیں جسمیں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام شامل ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ خلفاء اربعہ میں سے ایک خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنکے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "قد کان یکون فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی منہم احد فان عمر بن الخطاب منہم" (صحیح مسلم جلد دوم ص۳۲۱ طبع مصر)

یعنے تم سے پہلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ پس میری اُمت میں سے بھی کوئی محدث ہونا ہے۔ تو عمر بن خطاب یقیناً ان میں سے ہے۔ سو مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود اور حضرت مسیح ناصری کو ایک ہی سلسلہ نبوت میں داخل بتا کر اور حضرت عمر وغیرہ محدثین کو اس سلسلہ سے خارج بیان کر کے اس بات کو واضح کر دیا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت اس قسم کی نبوت نہیں۔ جو محدثین کی طرف بھی منسوب ہو سکتی ہے۔ بلکہ آپ کی نبوت اس قسم کی نبوت ہے۔ جس قسم کی حضرت مسیح ناصری و غیرہ گذشتہ انبیاء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی نبوت تھی۔ اور یہ بات مولوی صاحب اب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ محدث کا انکار کفر نہیں۔ لیکن نبی کا انکار کفر ہے چنانچہ مولوی صاحب اپنے ٹریکٹ "نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق" میں نبوت کو دو قسموں (نبی کی نبوت اور محدث کی نبوت) میں تقسیم کرکے (دیکھو صفحہ ۱۶-۱۷ ٹریکٹ مذکور) اسی ٹریکٹ کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں کہ:- "اتنی بات کو اگر سمجھ لو تو مسئلہ کفر و اسلام خود حل ہو جاتا ہے۔ قسم اوّل کی نبوت کے منکر پر کافر کا لفظ آیا ہے۔ اور قسم دوم کی نبوت کے منکر کو آج تک کسی نے کافر نہیں کہا۔ اور اسی ٹریکٹ کے پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ:-

"اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے۔ .. .. جس قدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں۔ وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں"

پس جب مولوی محمد علی صاحب خود تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی نبوت محدثوں والی نبوت نہیں۔ بلکہ زمرۂ انبیاء والی نبوت ہے۔ اور یہ بھی وہ خود ہی لکھ چکے ہیں۔ کہ انبیاء کا انکار کفر ہے۔ اور اس طرح سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام منکرین کو کافر قرار دے چکے ہیں۔ تو اب وہ ہم پر یہ الزام کس بنا پر لگاتے ہیں کہ ہم مسیح موعود کے منکرین کو کافر سمجھنے کی وجہ سے تکفیر اہل قبلہ کے مرتکب ہیں۔ کیا ۱۹۱۳ء تک حضرت مسیح موعود کے منکرین اہل قبلہ نہیں تھے۔ اور بعد میں جب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے نئے عقائد کا اعلان و اظہار کیا۔ تو اسوقت وہ لوگ اہل قبلہ بنگئے ؟

مولوی صاحب اپنے سابقہ بیانات کو اب غلط کہکر بھی اپنی جان نہیں چھوڑا سکتے۔ کیونکہ وہ ان باتوں اور اس عقیدہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں۔ بلکہ خود حضرت اقدس کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ اور کئی سال تک اپنی عقائد کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔ اور جس رسالہ میں وہ اس عقیدہ کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔ اس کی اصل غرض اسکے سب سے پہلے نمبر میں یہی بتائی گئی تھی۔ کہ حضرت اقدس کے دعاوی اور دلائل اور آپ کی تعلیم کو لوگوں تک پہنچایا جائے مولوی صاحب کی اصل عبارتیں اس رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) سے نقل ہوکر الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہو چکی ہیں۔ جس کا نام ہے "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئ عقائد" ان عبارتوں کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی۔ رسول۔ نبی آخر زمان پیغمبر آخر زمان۔ موعود نبی۔ موعود پیغمبر اور مدعی نبوۃ و مدعی رسالت ہیں۔ آپ ان معنوں میں نبی اور رسول نہیں۔ جن معنوں میں یہ لفظ اس اُمت کے دوسرے محدثین و مقربین پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور نہ ہی ان میں سے کوئی شخص انبیاء کے اس زمرہ میں شامل ہے۔ جسمیں آپ شامل ہیں۔ بلکہ آپ فی الواقع نبی اور رسول ہیں۔ اور نبی اور رسول کا لفظ آپ پر انہی معنوں میں صادق آتا ہے۔ جنمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح ناصری اور دوسرے انبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق آتا ہے۔ اور جنمیں یہ لفظ قرآن کریم اور حدیث اور کتب الہامی دیگر مذاہب میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہ کہ خاتم النبیین کے یہ معنے درست نہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ اسکے سچے اور صحیح معنے یہ ہیں کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا۔ جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین کامل کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا اور یہ کہ "خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انوار اور برکات نازل نہیں ہوتے۔ جب تک کوئی شخص سچے دل سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔ یہی وہ اصول ہے۔ جو حضرت عیسےٰ یا کسی گذشتہ نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کا مانع ہے۔ کیونکہ وہ نبوت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے حاصل کر چکے ہیں" ریویو جلد ۵ صفحہ ۲۴۲)

اور نیز یہ کہ خدا تعالیٰ کا قانون مستمرہ اور سنت جاریہ جو صحیح مذہبی تاریخ سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جاتا ہے۔ اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت

لہ "مذہبی تاریخ" کے الفاظ اسبات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جس قانون الٰہی کا ذکر اس جگہ مقصود ہے۔ یہ وہ قانون ہے۔ جو اس وقت سے چلا آتا ہے۔ جب سے دنیا میں مذہب کی بنیاد پڑی۔ نہ وہ قانون۔ جس کی ابتدا زمانہ اسلام کے اندر ہوئی۔ اس جگہ اس سنت اللہ کا ذکر نہیں۔ جو ابتدائے زمانہ اسلام سے بعثت مجددین و محدثین کے متعلق جاری ہے۔ بلکہ اس قانون الٰہی کا بیان مقصود ہے۔ جو زمرۂ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام۔ جیساکہ اس کے بعد والے اس فقرہ میں اس مدعا کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے کہ:-

"اسی قانون کے مطابق اللہ تعالےٰ مختلف زمانوں ..... محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا"

اس سے ظاہر ہے کہ اس سے بعد والے فقرہ میں جس موعود کی بعثت کا ذکر ہے۔ وہ اسی زمرہ میں شامل ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے آنے والے انبیاء کا گروہ ہے۔ نہ دوسرے محدثین کے زمرہ میں جو حسب حدیث نبوی (قد کان فیمن قبلکم محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ الحدیث) انبیاء میں سے نہیں تھے۔ بلکہ محدث غیر نبی تھے۔

غرض جیساکہ اسجگہ بیان ہوا۔ حضرت مسیح موعود زمرہ انبیاء میں داخل ہیں۔ اور آپ پر نبی اور رسول کا لفظ ٹھیک انہی معنوں میں صادق آتا ہے۔ جنمیں کہ دوسرے تمام علیہم السلام پر صادق آتا ہے۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء پر ؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وتاثیر اور قوت جذب اور اعجاز و معجزہ نمائی اور زوردار براہین نہیں رہتیں۔ تو اس وقت خدا تعالےٰ کمال فضل اور رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ کہ جسکے مقدم خیر سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفوذ پاتی ہے۔ اور مرجھائے ہوئے نخل ایمان پھر تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ اسی قانون کے مطابق اللہ تعالےٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا ہے۔ پھر جب مسیح سے چھ سو برس بعد عیسائی دین پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی۔ جسکو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

پھر اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے موعود مسیح کو قادیان میں نازل فرمایا ہے۔ جن کا نام نامی حضرت میرزا غلام احمد صاحب ہے۔ (ریویو جلد ۶ صہ ۱۹۱)

مولوی صاحب کے تمام عذروں کو توڑنے کے لئے اسجگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے حامی جو جوابات ان کی تائید میں دیا کرتے ہیں۔ ان کی حقیقت بھی کھول دی جائے۔ بعض نادان مولوی صاحب کی بعض انقلابی زمانہ کی تحریروں کی وجہ سے دھوکہ میں آکر یہ کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مرزا صاحب مجددوں میں سے ایک مجدد ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب کا بھی اس بارہ میں شروع سے یہی عقیدہ ہے تو معلوم ہوا۔ کہ وہ پہلے بھی حضرت اقدس کو اسی قسم کا نبی مانتے تھے جس قسم کا اب مانتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت اقدس کو اب بھی مجدد مانتے ہیں۔ سو اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ حضرت اقدس نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی مجدد رکھا ہے (جیسا کہ لیکچر سیالکوٹ سے ظاہر ہے) پس جب مجدد کے نام سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نفی نہیں ہوتی (بلکہ اعظم کا لفظ فرما کر آنحضرت صلعم نے تمام انبیاء کو مجدد بتا دیا) تو حضرت مسیح موعود کی نبوت کی نفی کیوں ہونے لگی۔

علاوہ اسکے مولوی محمد علی صاحب ریویو میں تمام انبیاء کو مجددمان کر ان میں سے ایک مجدد حضرت اقدس کو بتا کر اس سوال کو اپنے قلم سے بھی حل کر چکے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ ریویو جلد ۵ کے صہ ۲۱۴ پر لکھتے ہیں:-

"تجدید[1] کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم اسکے متعلق کیا چلی آئی ہے؟ انبیاء کی تاریخ کو پڑھ کر صاف پتہ لگتا ہے کہ تجدید اس طرح سے ہوتی ہے۔ اور یہی سنت خدائے تعالیٰ کی قدیم سے چلی آئی ہے۔ کہ جب کبھی وہ زمین کو شرک اور فساد سے پُر دیکھتا ہے .. .. .. تو اللہ تعالےٰ اپنے ایک خاص بندے کو چن لیتا ہے .. ... اور اپنے چمکتے ہوئے نشان اسکو دیتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو راہ ہدایت پر لائے .. .. .. جو شخص تاریخ انبیاء پر نظر غائر ڈالیگا۔ وہ دیکھ لیگا کہ ہمیشہ سے یونہی تجدید دین ہوتی چلی آئی ہے۔ اور یہ کام ہمیشہ سے انبیاء کرتے چلے آئے ہیں۔ انسان کو حقیقی نیکی اور پاکیزگی کی راہوں پر چلانا یہ فخر اسی قوم کو حاصل رہا ہے۔ اس اخیر زمانہ کے لئے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو اخیر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے۔ اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرے گا۔ اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا"

اس حوالہ میں مولوی صاحب نے نہ صرف سب انبیاء کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ اور حضرت اقدس کو انبیاء کے زمرہ میں داخل تسلیم کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود کو نبی ہی ثابت کرتی ہیں۔

بعض لوگ یہ وہم بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ ان تحریروں میں لفظ نبی اور رسول سے ان کی مراد بروزی نبی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ بروزی نبی تو ہم لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ پس بروزی نبی سمجھنے سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ حضرت اقدس کو نبی نہیں سمجھتے۔

حضرت اقدس نے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں حضرت یوشع نبی کو حضرت موسیٰ کا بروز بیان فرمایا ہے اور اشتہار تبلیغ الحق (مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء) میں حضرت یحییٰ کو حضرت الیاس کا بروز بتایا ہے۔ پس جب حضرت موسےٰ اور الیاس کا بروز ہونے سے حضرت یوشع اور یحییٰ کی نبوت کی نفی نہیں ہوئی۔ تو حضرت مسیح موعود کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہونے سے آپ کی نبوت کی نفی کیونکر ہو گئی۔

محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل)

---

[1] تجدید کے لفظ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے اختیار کر کے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانہ کے مجدد تھے۔ جن سب سے سردار اور مجدد اعظم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سیالکوٹ والے لیکچر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجدد اعظم بتا کر اس حقیقت کو ظاہر فرمایا ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود پر جو مجدد کا لفظ صادق آتا ہے۔ تو اس سے اسکے یہ معنے نہیں کہ آپ نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہیں۔ کیونکہ مجدد تو سارے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اگر مجدد ہونے سے نبوت کی نفی لازم آئے تو نعوذ باللہ اس سے تمام انبیاء کی نبوت کی نفی لازم آئیگی۔ پس آپ اس زمرہ مجددین میں داخل ہیں۔ جو انبیاء کا گروہ ہے نہ اس زمرہ مجددین میں جو انبیاء میں سے نہیں ہیں۔ جیسے اس امت کے دوسرے مجددین و محدثین اس حوالہ میں بار بار تاریخ انبیاء علیہم السلام اور قدیم سنت اللہ متعلق بعثت انبیاء کی طرف متوجہ کر کے اور بالآخر اس آخری زمانہ کے مجدد کو حسب وعدہ الٰہی نبی بتا کر یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ اس زمانہ میں مبعوث ہونے والا مجدد ٹھیک انہی معنوں میں نبی اور رسول ہے۔ جن معنوں میں پہلے انبیاء علیہم السلام یہ الفاظ نبی اور رسول کے اطلاق پاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدعتِ ثانیہ
تقیّہ

جب تک قلب انسانی میں ایمانی بیج راسخ نہیں ہوتا۔ اسوقت تک وہ کامیابی کے پہلے زینہ پر بھی قدم رکھنے سے معذور ہوتا ہے۔ کیونکہ روحانیات ہوں یا جسمانیات۔ اِن میں ترقی کرنے کا دار و مدار صرف قلب پر ہی موقوف ہے۔

پس جس شخص کا دل ہی کمزور ہو گا۔ اور بزدلی اس میں رائی کے دانے کے برابر بھی پائی جاتی ہو گی۔ تو اسکے لئے ترقی کرنی ایک امر مشکل ہو جاتا ہے جسمانی حالت میں تو اگر اس میں کوئی کمزوری بھی ہو گی۔ تب بھی وہ کسیقدر کامیابی کی اُمید رکھ سکتا ہے۔ لیکن روحانی حالت میں چونکہ تعلق براہ راست خدا سے ہوتا ہے۔ ایک معمولی سی کمزوری بھی اس کے خدا تک۔ پہنچنے کے لئے سد سکندری کی طرح حائل ہو جاتی ہے پس خدا تک پہنچنا ایک شجاع النفس انسان کا کام ہوتا ہے۔ اور ضعیف القلب وہ مرتبہ حاصل کرنے سے از حد قاصر ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے جہاں مؤمنوں کی اور صفات بیان کی ہیں۔ وہاں اُسنے بہت زور دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ مؤمن ضعیف القلب نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ جری القلب ہوتا ہے۔ جیسے کہ اس نے قرآن شریف میں کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ انہیں سے چند ایک آیت ذیل میں دیتا ہوں۔ تاکہ قارئین پر اچھی طرح سے روشن ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں چلنے کے لئے جری القلب ہونا اعلےٰ درجہ کا ہتھیار ہے۔ چھٹے پارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علے المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء الخ

خدا تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ جو کہ کفر کے اثرات پر غالب ہوتے ہیں۔ اور وہ احکام خدا دوسروں تک پہنچانے میں کبھی نہیں ڈرتے۔ کبھی کسی ملامت کرنیوالے کی پرواہ نہیں کرتے۔

پھر اُن کا جہاد اور الٰہی جانوں کو کٹوا دینا کسی نفسانی خواہشوں کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ صرف اللہ ہی کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ پس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کے پسندیدہ وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو کہ کسی سے ڈرتے نہیں۔ لیکن شیعہ صاحبان کی طرف ملاحظہ فرمائیے۔ تقیہ جیسا مسئلہ مان کر عملی طور سے یہ ثبوت دیا کہ ایمان کے معاملہ میں ہم شجاعت دکھانے پر قادر نہیں حالانکہ خدا تعالےٰ نے ہمارے سامنے پہلے لوگوں کی مثالیں پیش کیں کہ دیکھو پہلی اُمتوں میں بھی ایسے شجاع لوگ تھے۔ خدا تعالےٰ نے ایسا کیوں کیا۔ کیا یہ سب کچھ بے فائدہ ہے؟ نہیں۔ تو پھر کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے اس کی طرف ہمیں ترغیب دی۔ وہ راز یہ تھا کہ تجلیات الٰہیہ سے مشرف ہونے کے لئے شجاع ہونا سیکھو۔ پس جو شخص خدا سے ڈرنے کی بجائے لوگوں سے ڈرتا ہو۔ اور کفر کا رعب اسپر مستولی ہو۔ وہ بھلا کیونکر اس نعمت کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور کیونکر وہ مقربین خدا اور اسکے محبوبوں سے ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اس کے حکم پہنچانے میں تساہل اور بزدلی دکھاتا ہے۔

حضرت علی کے طرز عمل سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ تقیہ کرنا نہایت ہی بُرا سمجھتے تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ وہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں نہایت غیور تھے۔ خدا کے راستہ میں ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔ چنانچہ بحر المناقب میں (جو شیعہ مذہب کی ایک نہایت مستند کتاب ہے) یوں مرقوم ہے :-

خطبھم عمر بن الخطاب فقال لو صرفنا کما تصرفون الی ما تنکرون ما کنتم تصنعون قال فسکتوا قال ذالک ثلاثا فقام علی فقال اذ کنا نسنبیک فان تبت قبلناک قال وان لم تقل نغرب الذی فیہ عینک۔

یعنے حضرت عمر نے خطبہ پڑھا۔ اور یہ کہا کہ اگر ہم تم کو جو بھلائی کا کام کرتے ہو۔ پھیر دیں۔ تو تم کیا کرو اسپر وہ سب خاموش ہو رہے۔ حتےٰ کہ حضرت عمر نے تین دفعہ دُہرایا۔ پس حضرت علی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اگر تم توبہ کرو گے۔ تو تمہیں قبول کر لینگے حضرت عمر نے کہا کہ اگر میں نہ کروں۔ تو جواب دیا کہ ہم وہ چیز پھوڑ دینگے۔ جسمیں تیری آنکھیں ہیں یعنی سر

اس روایت کی صحت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو کم از کم شیعوں کے نزدیک تو مسلمہ ہے یہ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت علی نے تقیہ کو ناپسند کیا۔ اور صاف لفظوں میں کہدیا۔ ہم تیرے سر کو اُڑا دینگے کیا شیعوں کے لئے اس سے زیادہ اور بھی کوئی بیّن نمونہ ہو سکتا ہے۔ ایک طرف تو دعوے کرتے ہو کہ ہم حضرت علی کے کامل متبعین سے ہیں۔ دوسری طرف اپنے قول و فعل۔ حرکات و سکنات اسکے خلاف ظاہر کر رہے ہو۔ خدا کے لئے غور کرو۔ اور بغض و تعصب سے دُور ہو کر امام جعفر صادق کے مقولہ کو پڑھو۔ اور انکی وصیت پر عمل کرو۔ کلینی میں یوں لکھا ہے :-

حدث الناس واقتھم ولا تخافن احداً الا اللہ فانشر علوم اھل بیتک وصدق اباءک الصالحین فانک فی حرز و امان۔ دیکھو کیا کھلے لفظوں میں فرمایا کہ لوگوں کو احادیث سُنا۔ اور ان کو فتوے دے اور تو خدا تعالےٰ کے سوا کسی سے مت ڈر۔ اور اپنے اہلبیت کے علوم کو دنیا میں پھیلا۔ اور اپنے ابا صالحین کی تصدیق کر۔ تو امان میں ہے۔ حضرت جعفر نے یہ نہیں کہا کہ تم کفر سے ڈرتے رہنا۔ اپنے علوم لوگوں کو نہ بتانا اور یہ نہیں کہا تو تقیہ کر لینا۔ افسوس کہ شیعہ صاحبان کو کیوں اپنے ائمہ کے نقش قدم پر چلنے سے پرہیز ہے کیا انہوں نے خدا تعالےٰ کے اس حکم لا تخشوھم واخشون کو نہیں سمجھا تھا۔ جسکی بناء پر انہوں نے یہ کہا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ امام جعفر صادق اس آیت کو نہ سمجھے ہوں۔ اس لئے کہ شیعوں کے نزدیک امام ناطق قرآن ہوتا ہے۔ پس لازم تھا کہ شیعہ صاحب ان کی پیروی کرتے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ افسوس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صاف نہج البلاغہ میں فرمایا ہے۔ انی واللہ لو لقیتہم واحداً وھم ملوء الارض کلھا ما بالیت ولا استوحشت۔ یعنے اگر میں ان کو اکیلا ہی ملوں۔ اور وہ اتنے ہوں کہ زمین بھر جائے تو پھر بھی میں کبھی پرواہ نہ کروں۔ اور نہ کبھی ڈروں۔

قارئین دیکھئے۔ انہوں نے کس طرح پر خدا کے راستے میں جوانمردی سے کام لیا اور تقیہ نہیں کیا

میں کہاں تک لکھتا جاؤں۔ عقلمند کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ امام حسین کا واقعہ بھولا نہیں تاریخیں گواہ ہیں۔ خود شیعہ ان کا ہر سال ماتم کرتے ہیں۔ لیکن ذرا ان کی لائف پر غور نہیں کرتے۔ کہ سب کے سب کٹ کر زمین کربلا میں ڈھیر ہو گئے۔ لیکن ایمان کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ بلکہ کہا تو یہ کہا۔ انی لا اری الموت الا سعادۃ والحیوۃ مع الظلمین الا جرماً۔ یعنے مرجانا سعادت دیکھتا ہوں۔ اور ظالموں کے ساتھ رہنا ایک جرم کبیر نظر آتا ہے کیوں شیعہ صاحبان کیا انہوں نے تقیہ کیا۔ اس کی ترغیب ہرگز نہیں۔ پھر آپ کیوں ذرا سی بات پر تقیہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ کیوں خود بدعت ایجاد کرتے ہو۔ کلینی کہتا ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔

میں نے یہ چند باتیں اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کے لئے لکھی ہیں۔

شیخ غلام غوث اسلم قادیان

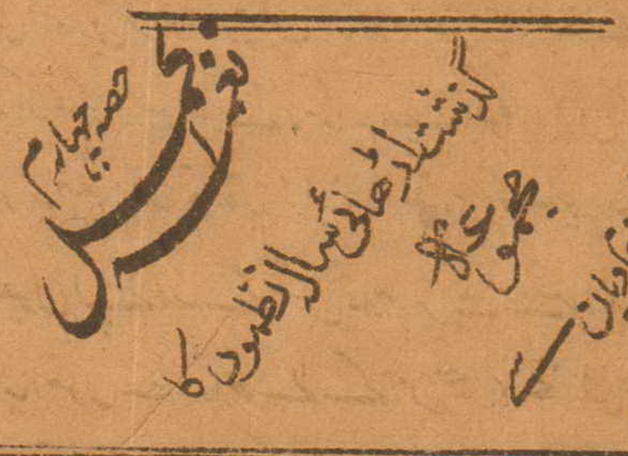

پانی ٹھنڈا کرنے کی ترکیبیں

پانی ٹھنڈا کرنے کی سات ترکیبیں ہیں:۔

(۱) یعنی مٹی کے برتن میں بھر کر ہوا میں رکھ دینا۔

(۲) برف وغیرہ کے ٹھنڈے پانی کے درمیان دوسرے پانی کے برتن کو گلے تک رکھ کر پانی ٹھنڈا کرنا۔

(۳) لکڑی سے الٹ پلٹ کرنا یا چوبی متھانی سے زیر زبر کرنا یعنی لکڑی سے ہلانا ؛

(۴) کشادہ برتن میں ڈالکر پنکھے سے ہوا دینا ؛

(۵) بھیگے پارچہ میں برتن کو لپیٹ کر رکھنا ؛

(۶) پانی سے بھرے ہوئے مٹی کے برتن کو ریت میں رکھنا یا گاڑنا ؛

(۷) پانی سے بھرے ہوئے برتن کو چھینکے پر رکھنا ؛

اس میں برف کو پانی میں ڈالکر ٹھنڈا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ برف یا برف کے پانی میں پانی کے برتن کو رکھ کر ٹھنڈا کرنے کا ذکر ہے۔ اور یہی اچھا طریقہ ہے برف سے اگر پانی ٹھنڈا کرنا ہے تو اسی طرح سے کرو اور پھر اس کا مزا دیکھو۔ برف پڑا ہوا معدے کو کمزور کرتا ہے۔ کھانا دیر میں ہضم ہوتا ہے۔ اور تاثیر اس کی کئی حکما گرم کہتے ہیں۔ چنانچہ برف کے پانی پینے کے بعد تسکین کی بجائے پیاس بھڑکی معلوم ہوتی ہے ؛

علاج بواسیر خونی وبادی

افیون خالص ایک ماشہ۔ دانہ الائچی خورد ۲ ماشہ ماجوائن خراسانی ۴ ماشہ۔ ہلدی ۸ ماشہ جملہ ادویات کو باریک کر کے کپڑے میں چھان کر رکھیں۔ خون کے جاری ہونے کے وقت نہار منہ دو رتی سفوف ایک ہفتہ تک روزانہ استعمال کریں۔ اور ایک پہر کے بعد پئیں۔ اگر چاہیں زیادہ ہو تو پان کھائیں۔ نیز پڑیہ کھانے کے بعد چار پانچ لقمے روٹی کے گھی کے ہمراہ کھائیں۔ ترشی اور بادی سے پرہیز کریں ؛

خوبصورت اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنے

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہمنے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرۃ حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب۔ المجرب نسخہ کمال محنت سے تیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر رہ دار البقاء لیتی تھی۔ جنکے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور نا امید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی نا امید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا کریں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھا دیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ ؛

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۳ لے

المشتہر

نظام جان و عبدالرحمن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پبلشر نے شائع کیا)